59929 ـ ملك سے واپس جانے كى صورت ميں لڑكى كو طلاق دينے كى شرط

سوال

ميرے ايك دوست نے رياض سعودى عرب ميں مقيم ايك لڑكى سے شادى كى جو اپنے گھر والوں كے ساتھ رہتى ہے، ليكن يہ عقد نكاح رجسٹر نہيں كروايا گيا اور نہ ہى كسى عالم دين كے سامنے ہوا ہے، بلكہ دولہا كے دوستوں كى موجودگى ميں جن ميں سے ايك بطور مولانا صاحب اور دوسرے دو گواہوں كى صورت ميں لڑكى كے والد كى موجودگى ميں نكاح ہو، اور يہ عقد نكاح لكھا بھى نہيں گيا.
يہ علم ميں رہے كہ ڈيڑھ برس بعد لڑكى مستقل طور پر اپنے ملك واپس چلى جائيگى اور اس وقت دولہا اسے طلاق دے ديگا كيونكہ لڑكى كے والد نے شرط ركھى ہے كہ يہ نكاح اس وقت تك قائم رہے گا جب تك وہ رياض ميں ہيں، اور جب وہ يہاں سے جائينگے تو لڑكا لڑكى كو طلاق دے ديگا سوال يہ ہے كہ:
اس قسم كى شادى كا حكم كيا ہے ؟
دولہا كے دوستوں نے جو كچھ كيا ہے اس كے متعلق آپ كى رائے كيا ہے ؟

پسنديدہ جواب

الحمد للہ.

اول:

اگر تو شادى مؤقت ہو يعنى اس كا وقت مقرر كيا گيا ہو مثلا ايك ماہ يا ايك برس يا پھر تعليم يا اقامہ ختم ہونے وغيرہ تك تو يہ نكاح متعہ كہلاتا ہے جو كہ جمہور اہل علم كے ہاں باطل اور حرام ہے، اور اس كے حرام ہونے پر اجماع بيان كيا گيا ہے.

ابن قدامہ رحمہ اللہ كہتے ہيں:

" (نكاح متعہ جائز نہيں) نكاح متعہ كا معنى يہ ہے كہ كوئى شخص كسى عورت سے معين مدت كے ليے نكاح كرے مثلا كہے كہ ميں نے اپنى بيٹى كى شادى ايك ماہ يا ايك برس يا پھر موسم ختم ہونے يا حاجى آنے يا اس طرح كى كوئى اور مدت تك كى، چاہے وہ مدت متعين اور معلوم ہو يا پھر مجہول ہو معلوم نہ ہو تو يہ نكاح باطل ہے.

امام احمد نے اس كو بيان كرتے ہوئے كہا ہے: نكاح متعہ حرام ہے .... عام صحابہ كرام اور فقہاء كا يہى قول ہے، اور اس كى حرمت عمر اور على اور ابن عمر اور ابن مسعود اور ابن زبير رضى اللہ تعالى عنہم سے مروى ہے.

ابن عبد البر رحمہ اللہ کہتے ہیں:

متعہ کی حرمت کے قول میں امام مالك، اور اہل مدینہ اور اہل عراق میں ابو حنیفہ اور اہل شام میں اوزاعی اور اہل مصر میں لیث اور امام شافعي اور سب اصحاب الآثار شامل ہیں " انتہی

دیکھیں: المغنی ابن قدامہ (7 / 136).

یہ نکاح حرام ہے کسی شخص کے لیے بھی یہ نکاح پڑھانا اور اس میں گواہی دینا اور ایسا نکاح کرانا جائز نہیں.

اور جس شخص نے بھی ایسا کیا اور اس میں حصہ لیا تو اسے اپنے اس فعل پر توبہ و استغفار کرنی چاہیے، اور اسی طرح اس مرد اور عورت کے مابین تفریق اور علیحدگی کر دینی چاہیے.

دوم:

نکاح متعہ کی ایك اور بھی صورت ہے وہ یہ کہ اگر کسی شخص نے کسی عورت سے اس شرط پر شادی کی کہ وہ ایك مقررہ اور معین وقت میں اسے طلاق دے دیگا.

ان دونوں صورتوں میں فرق یہ ہے کہ: پہلی صورت میں شادی کے وقت پر اتفاق موجود ہے، وہ اس طرح کہ جب وہ مدت اور وقت ختم ہو جائے تو نکاح بھی ختم ہو جائیگا اور طلاق کی ضرورت نہیں رہے گی.

اور دوسری صورت میں یہ ہے کہ شادی کی مدت مقرر نہیں لیکن شرط رکھی جاتی ہے کہ معین وقت میں طلاق ہو گی.

ابن قدامہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" (اور اگر وہ اس شرط پر عورت سے شادی کرے کہ وہ اسے معین وقت میں طلاق دیگا تو نکاح منعقد ہی نہیں ہو گا) یعنی: جب عورت سے اس شرط پر شادی کرے کہ وہ معین وقت میں طلاق دیگا تو یہ نکاح صحیح نہیں چاہے وہ وقت معلوم ہو یا مجہول مثلا: یہ شرط رکھی جائے کہ جب اس کا باپ یا بھائی آئے تو اسے طلاق دی جائیگی.

کیونکہ یہ شرط نکاح کے باقی رہنے میں مانع بن رہی ہے اس لیے یہ نکاح متعہ کے مشابہ ہوا " انتہی مختصرا

دیکھیں: المغنی (7 / 137).

مستقل فتوی کمیٹی سے ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا گیا جو اپنے ملك سے دور سفر پر ہو اور ایك عورت سے شادی اس شرط پر کرے کہ جب وہ اپنے ملك واپس جائیگا تو اسے طلاق دے دیگا ؟

تو کمیٹی کے علماء کا جواب تھا:

" خاوند کے واپس سفر کرنے تك نکاح جائز نہیں، کیونکہ یہ نکاح متعہ ہے اس لیے کہ نکاح اور شادی کی مدت خاوند کے سفر کے ساتھ محدود کی گئی ہے " اھـ

دیکھیں: فتاوی اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ والافتاء (18 / 444).

سوم:

جب عقد نکاح میں شروط اور ارکان پوری ہوں یعنی ایجاب و قبول اور خاوند اور بیوی کی رضامندی اور ولی کی موجودگی اور گواہ ہوں تو نکاح صحیح ہے، چاہے وہ نکاح رجسٹر اور تصدیق نہ بھی کرایا جائے، لیکن یہ ہے کہ تصدیق اور رجسٹر کرانا اہم ہے کیونکہ اس طرح خاوند اور بیوی اور دونوں کی اولاد کے حقوق محفوظ ہو جاتے ہیں، اور نکاح رجسٹرار یا قاضی کی عدم موجودگی کوئی نقصاندہ نہیں، اور اسی طرح دوستوں میں سے کسی ایك شخص کا عقد نکا پڑھانے میں بھی کوئی ضرر نہیں ہے.

عقد نکاح کی شروط اور اس کے ارکان کی معرفت کے لیے آپ سوال نمبر (2127) کے جواب کا مطالعہ ضرور کریں.

لیکن صورت مسئولہ میں جس طرح عقد نکاح کیا گیا ہے وہ حرام ہے صحیح نہیں، اس لیے جس شخص نے بھی عقد نکاح کیا اور گواہی دی ہے وہ اس حرام فعل سے توبہ کرے.

واللہ اعلم .